ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

اسلام میں تجارت کے مشروع آسالیب

(مشارکہ و مضاربہ کا اِختصاصی مطالعہ)

LAWFUL WAYS OF TRADING IN ISLAM: SPECIAL STUDY OF MUSHARAKA AND MUDARABAH

Dr. Muhammad Afzal
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan
afzalqadri@gmail.com
Dr.Ghulam Ahmad khan
Assistant professor , Minhaj University Lahore, Pakistan
Dr.ghulamAhmad70@gmail.com
Maria manzoor
M.Phil. Scholar, Minhaj University Lahore, Pakistan
mariamanzoor272@gmail.com

Abstract:

Musharakah and Mudarabah are very profitable and useful methods of trade in Islam. Musharakah means an agreement between several persons that they will do business together and share the profits in fixed proportions while the losses will be shared in proportion to the capital. It was practiced in Arabian Peninsula even before the prophethood and the Holy Prophet (PBUH) allowed it to continue. Trading musharkah increases investment, promotes mutual aid and stabilizes the economy. Musharakah not only removes unemployment but also eliminates interest based business. Capital must be defined, known, mixed and cashed for the validity of a commercial partnership. Another legitimate way of trading is Mudarabah. Mudarabat is a profit-sharing agreement in which the capital belongs to one man and the labor and work belong to another man. During the Prophet's era, most of the trade was done on the basis of Mudarabah. In commercial mudarabah, the person who invests capital is called rab al-mal, the worker is called mudarib, and the capital that is invested is called ras al-mal. For the legitimacy of commercial Mudaraba, it is necessary that the capital is determined and available in the form of cash, which is immediately entrusted to the Mudarib. This agreement should be in writing and the Mudarib's share of the expected profit should be fixed in the beginning in terms of proportion. This type of business combines the savings of different people to use them in industry and commerce.

Keywords:
Trade, Musharkah, Mudarabah, capital, investment, unemployment, profit-sharing agreement.

اسلام کا قانونِ تجارت(Islamic law of commerce) جہاں اُن تمام طریقوں کو ناجائز و ممنوع قرار دیتا ہے جو تجارت جیسے بابرکت پیشے کو استحصال و فریب کے لیے آڑھ بناتے ہیں، وہیں یہ عملِ تجارت کو تعاونِ باہمی اور رفاہ عامہ کا ذریعہ بنانے کے لیے چند جائز اور مشروع طریقے بھی تجویز کرتا ہے۔خرید وفروخت اور لین دین کے ان اسالیب میں سے دو نہایت اہم اور مفید ہیں۔

۱۔مشارکہ (Partnership)

۲۔مضاربہ (Muzarebah)

ذیل میں ان دونوں طریقوں کے وظائف، قواعد وضوابط اور نفع بخشی وفیض رسانی کا ذکر کیا جاتا ہے:

(ا)۔نظامِ مشارکہ (Partnership) کے تحت تجارت اور اس کا تجزیہ

لفظِ مشارکہ بابِ مفاعلہ (شَارَكَ يُشَارِكُ مُشَارَكَةً) سے مصدر ہے۔اس کا لغوی معنی ایک دوسرے کو حصّہ دار بنانا ہے۔

ابو حبیب سعدی (۱۳۵۱ھ) القاموس الفقھی میں مشارکہ کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

اَلشَّرِكَةُ:عَقْدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَكْثَرَ، لِلْقِيَامِ بِعَمَلٍ مُشْتَرَكٍ. (1)

"دویادوسے زائدافراد کے درمیان ایک مشترک کام کرنے کا معاملہ شرکت کہلاتا ہے"

علامہ ابن قدامہ حنبلی المقدسی(۵۴۱-۶۲۰ھ)(2) المغنی فی فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيبانی میں مشارکہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اَلشَّرِكَةُ هِيَ الْإِجْتِمَاعُ فِي اسْتِحْقَاقٍ أَوْ تَصَرُّفٍ.(3)

"شرکت، استحقاق اور تصرف میں جمع ہونے کا نام ہے"

مذکورہ تعریفات کے بنیادی تصور کو سامنے رکھ کر"مشارکہ"کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ دو یا دو سے زائد افراد کا کسی کاروبار میں متعین سرمایوں کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنا کہ سب مل کر کاروبار کریں گے اور کاروبار کے نفع معین نسبتوں کے ساتھ جب کہ نقصان میں سرمائے کے تناسب سے شریک ہوں گے۔

تجارتی مشارکہ کی شرعی حیثیت

حضور نبی اکرم a کی بعثت سے پہلے متمدن عرب میں تجارت کا یہ طریقہ رائج تھا۔ تجارتی مشارکہ (Partnership) سرمایہ کاری کا ایک بہت اہم طریقہ تھا۔اس کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نبی اکرم a نے نہ صرف اسے پسند فرمایا بلکہ اسے جاری رکھا اور لوگوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی اجازت بھی دی۔امام برہان الدین ابوالحسن مرغینانی(۵۱۱-۵۹۳ھ)(4) مشارکہ کی مشروعیت(Legitimacy)بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلشَّرِكَةُ جَائِزَةٌ،لِأَنَّهُ a بُعِثَ وَالنَّاسُ كَانُوْا يَتَعَامَلُوْنَ بِهَا فَقَرَّرَهُمْ عَلَيْهَا.(5)

"شراکتی سرمایہ کاری جائز ہے، کیونکہ جب حضور نبی اکرم a مبعوث ہوئے تو لوگ اس طریقہ سے کاروبار کرتے تھے اور آپ a نے لوگوں کو اس پر برقرار رکھا"

امام شہاب الدین رملی تجارتی مشارکہ کے جواز کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَ هِيَ صَحِيْحَةٌ بِالْإِجْمَاعِ وَلِسَلامَتِهَا مِنْ سَائِرِ أَنْوَاعِ الْغَرَرِ.(6)

"شراکت بالاجماع صحیح ہے،اس لیے کہ یہ ہر قسم کے دھوکے اور فریب سے محفوظ ہے۔"

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر فریقین کے مابین مالی، تجارتی اور کاروباری شراکت(Business partnership) کا ذکر کیا گیا ہے جس سے تجارتی مشارکہ کا جواز فراہم ہوتا ہے۔ان میں سے چند مقامات درج ذیل ہیں:

۱۔ سورہ بقرہ میں یتیموں اور بے سہارا لوگوں کو مالی طور پر خود کفیل بنانے کے لیے کاروبارِ حیات میں شریک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔سورہ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْۚ.(7)

"اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: ان (کے مالی و سماجی معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ شریک کر لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔"

۲۔سورہ نساء میں تقسیم وراثت میں شرکت کے تصور کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَإِن كَانُوٓاْ أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي ٱلثُّلُثِۚ.(8)

"پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے"

۳۔قرآن نے تجارتی شرکاء کی ایک دوسرے پر مالی زیادتی کا ذکر کیا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تجار باہمی شراکت سے کار و بار کر سکتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ فرمایا:

وَإِنَّ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلْخُلَطَآءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْۗ (9)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

"اور بے شک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔"

قرآن کی طرح احادیثِ مبارکہ اور عمل رسول سے بھی تجارتی مشارکہ کا جواز ملتا ہے۔انصار کی بہ نسبت مہاجرین کی اکثریت تجارتی پیشہ سے منسلک تھی۔سرمایہ کے حصول کے لیے شراکتی بنیادوں پر دیگر لوگوں سے مال لے کر تجارت میں لگایا جاتا تھا اور متعین نسبت سے انہیں نفع میں شریک کیا جاتا تھا۔ذیل میں تجارتی مشارکہ کے چند نظائر پیش کیے جاتے ہیں:

عہدِ نبوی سے تجارتی مشارکہ کے چند نظائر

۱۔انصارِ مدینہ نے مہاجرین کے ساتھ مشارکت(Partnership)کا عقد کیا۔امام بخاری حضرت ابو ہریرۃ g سے روایت کرتے ہیں کہ انصار مدینہ نے حضور نبی اکرم a سے عرض کیا:

اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا تَكْفُونَنَا الْمَئُونَةَ وَنَشْرَكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.(10)

"ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مہاجرین) کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم کر دیجئے۔آپ a نے فرمایا:نہیں۔اس پر انصار نے مہاجرین سے کہا:تم محنت کرو اور ہم صرف پھل میں تمہارے ساتھ شریک ہوں گے۔مہاجرین کہنے لگے:ہم دل وجان سے راضی ہیں(یعنی ہمیں یہ شراکتی معاہدہ منظور ہے)"

۲۔حضرت ابو ہریرہ g سے مروی ایک حدیثِ قدسی میں عقدِ مشارکت(Partnership contract) میں امانت و دیانت کی تلقین یوں کی گئی ہے:

إِنَّ اللهَ يَقُولُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا.(11)

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:میں دو شریکوں میں تیسرا ہوں جب تک کہ ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتا۔جب ایک دوسرے سے خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں"

امام دار قطنی(۳۰۶-۳۸۵ھ) نے اسی روایت کو بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ درج کیا ہے، جس میں یہ ہے کہ سچے اور امانت دار شرکاء پر اللہ کریم کا دست قدرت ہوتا ہے۔ابو حیان التیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم a نے فرمایا:

يَدُ اللهِ عَلَى الشَّرِيْكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ رَفَعَهَا عَنْهُمَا(12)

"اللہ تعالیٰ کا ہاتھ(دستِ رحمت)اس وقت تک شرکاء(Parteners)پر رہتا ہے،جب تک ان میں سے کوئی دوسرے سے خیانت نہ کرے۔جب وہ خیانت کرے گا تو وہ(دستِ رحمت)ان سے اٹھ جائے گا"

۳۔تجارتی مشارکہ میں خرید و فروخت کے وقت طرفین کا ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔حضرت جابر g سے روایت ہے کہ آپ a نے فرمایا:

أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ.(13)

"تم میں سے جس شخص کے پاس زمین یا کھجور کا درخت ہو تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک وہ اپنے شریک سے پوچھ نہ لے"

۴۔حضور نبی اکرم a کے عملِ مبارک سے بھی تجارتی مشارکہ کا ثبوت ملتاہے۔آپ a نے بذات خود حضرت عبد اللہ بن سائب g کے ساتھ قبل از بعثت تجارت کے لیے شرکت کا عقد فرمایا۔حضرت سائب g کہتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم a کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو لوگ میری تعریف کر رہے تھے، اس پر حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

أَنَا أَعْلَمُكُمْ يَعْنِي بِهِ قُلْتُ صَدَقْتَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ كُنْتَ لَا تُدَارِي وَلَا تُمَارِي.(14)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

''میں انہیں تمہاری نسبت زیادہ جانتا ہوں۔میں عرض گزار ہوا کہ میرے ماں باپ کی قسم، آپ نے سچ فرمایا۔آپ(زمانہ جاہلیت میں)میرے ساجھی (اور کاروباری شریک)تھے اور کیا ہی اچھے ساجھی تھے کہ آپ a نے کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا۔''

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے نہ صرف تجارت میں شرکت(Partnership)کا جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ اس کی فضیلت واہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔تمام علماء اور فقہائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شرکت ایک جائز اور مشروع معاملہ ہے۔عہد نبوی سے لے کر عصر حاضر تک مشارکہ کی بنیاد پر تجارت ہوتی رہی ہے اور کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔

تجارتی مشارکہ کے ثمرات و فوائد

جب کئی لوگ مل کر باہمی مشارکہ کی بنیاد پر کاروبار تجارت کرتے ہیں تو درج ذیل ثمرات و برکات سامنے آتے ہیں:

۱۔تجارتی مشارکہ سے سرمایہ کاری(investment) پروان چڑھتی ہے۔

۲۔اس سے امداد باہمی(Mutual cooperation) کو تقویت ملتی ہے جس کا اثر مذہب، سیاست، معاشرت، اقتصاد اور زندگی کے دیگر شعبہ جات پر پڑتا ہے اور معیشت میں مثبت رجحانات سامنے آتے ہیں۔

۳۔امور تجارت میں شرکت سے معاشی جدوجہد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کاروباری دنیا میں وسعت اور ملکی معیشت میں استحکام(Economic stability) پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ آج بھی اگر تجارت میں شرکت کے اصولوں کو اپنا لیا جائے تو ملک سے بے روزگاری،افلاس اور معاشی بدحالی(Economic depression) بڑی حد تک دور ہوسکتی ہے۔

۵۔تجارتی مشارکہ سے سود اور سودی کاروبار(Interest based business) سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔

مشارکہ کی اقسام

فقہائے کرام نے شرکت کو دو بڑی اقسام میں منقسم کیا ہے۔

۱۔شرکت املاک(Joint Ownership)

امام برہان الدین ابوالحسن مرغینانی شرکت املاک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شَرِكَةُ الْأَمْلاكِ:الْعَيْنُ يَرِثُهَا رَجُلَانِ أَوْ يَشْتَرِيَانِهَا.(15)

''شرکتِ املاک سے مراد ایسے مالِ عین میں شراکت ہے جس کے دو اشخاص وارث ہوں یا دونوں اسے خریدیں''

درر الحکام شرح مجلة الأحکام میں شرکتِ املاک کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

شَرِكَةُ الْمِلْكِ هِيَ كَوْنُ الشَّيْءِ مُشْتَرَكًا بَيْنَ أَكْثَرِ مِنْ وَاحِدٍ أَيْ مَخْصُوصًا بِهِمْ بِسَبَبٍ مِنْ أَسْبَابِ التَّمَلُّكِ كَالِاشْتِرَاءِ وَالِاتِّهَابِ وَقَبُولِ الْوَصِيَّةِ وَالتَّوَارُثِ أَوْ بِخَلْطِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ بِصُورَةٍ لَا تَكُونُ قَابِلَةً لِلتَّمْيِيزِ وَالتَّفْرِيقِ.(16)

''شرکتِ ملک یہ ہے کہ کوئی چیز ایک سے زیادہ اشخاص کے درمیان بذریعہ خریداری،ہبہ،وصیت یا وراثت ملکیت میں آجائے اور اس کے احوال اس طرح مخلوط ہو جائیں کہ ان میں کوئی تفریق اور امتیاز باقی نہ رہے۔''

۲۔شرکت عقود(Joint Agreements)

امام ابن حجر عسقلانی(۷۷۳۔۸۵۲ھ)(17) شرکتِ عقد کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شِرْكَةُ الْعَقْدِ:مَا يُحْدَثُ بِالْإِخْتِيَارِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مِنَ الْإِخْتِلَاطِ لِتَحْصِيلِ الرِّبْحِ.(18)

''شرکت عقد یہ ہے کہ دو یا زیادہ افراد کا اپنے اختیار سے منافع حاصل کرنے کے لیے کوئی اختلاط وجود میں لانا''

علامہ ابن عابدین شامی (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)(19) شرکتِ عقد کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

شِرِكَةُ الْعَقْدِ:هِيَ عِبَارَةٌ عَنِ الْعَقْدِ بَيْنَ الْمُتَشَارِكَيْنِ فِي الْأَصْلِ وَالرِّبْحِ.(20)

"شرکتِ عقد دو شریکوں کے درمیان اصل سرمائے اور منافع میں شرکت کا معاملہ کرنے کا نام ہے"

گویا دو یا دو سے زائد تاجروں کا آپس میں معاہدہ کہ کاروبار میں سرمایہ اور نفع و نقصان میں اشتراک(profit and loss sharing) ہو گا۔اس طرح ایک تاجر کہے گا کہ میں نے اس معاملہ میں شرکت کی اور دوسرا کہے گا کہ میں نے قبول کیا۔شرکت عقد میں نفع میں کمی بیشی کے ساتھ بھی معاملہ ہو سکتا ہے لیکن نقصان رأس المال(Real capital) کے مطابق تقسیم ہو گا۔

شرکت عقد کی اقسام(Kinds of Joint Agreements)

شرکت عقد کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

ا۔شرکت عنان (Equal Investment)

1۔ امام شہاب الدین رملی(م ۱۰۰۴ھ) شرکتِ عنان کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّهَا إِشْتِرَاكٌ فِي مَالٍ لِيَتَّجِرَا فِيْهِ.(21)

"شرکتِ عنان مال میں اشتراک ہے تاکہ وہ دونوں مل کر تجارت کریں"

2۔ماہر لغت ابن منظور افریقی (۶۳۰۔۷۱۱ھ) شرکتِ عنان کی تعریف یوں کرتے ہیں:

شَرِكَةُ الْعَنَانِ:فَهُوَ أَنْ يُخْرِجَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الشَّرِيْكَيْنِ دَنَانِيْرَ أَوْ دَرَاهِمَ مِثْلَ مَا يُخْرِجُ صَاحِبُهُ وَ يَخْلِطَاهَا، وَيَأْذَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ بِأَنْ يَتَّجِرَ فِيْهِ.(22)

"شرکت عنان یہ ہے کہ دونوں شرکاء میں سے ہر ایک اتنے ہی دینار یا درہم الگ نکالے جتنے کہ اس کا دوسرا ساتھی نکالتا ہے اور وہ ان دونوں کو مخلوط کر دیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو اس میں تجارت کرنے کی اجازت دے"

اس معاملے میں تجار ایک دوسرے کے وکیل تو ہوتے ہیں لیکن ضامن اور کفیل(Guarantor) نہیں ہوتے۔اس طرح ہر تاجر دوسرے کی جگہ یا دوسرے کے لیے تجارت تو کرے گا مگر کاروباری تصرفات(Business dispositions) کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔اگر دونوں تاجر برابر کے سرمایہ کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوں تو دونوں نفع و نقصان میں بھی برابر شریک ہوں گے،لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ غیر مساوی نسبتیں بھی طے کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا سرمایہ اگرچہ برابر ہے لیکن کاروباری صلاحیتوں اور عملی اعتبار سے دونوں افراد کے درمیان فرق ہے۔

ب۔شرکت مفاوضہ(Equal Partnershiping)

علامہ ابن عابدین شامی لفظ مفاوضہ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مُفَاوَضَةٌ مِّنَ التَّفْوِيْضِ بِمَعْنَى الْمُسَاوَاةِ فِي كُلِّ شَيئٍ.(23)

"مفاوضہ، تفویض سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ہر چیز میں مساوات یعنی برابری۔"

امام برہان الدین ابوالحسن مرغینانی کاروبار تجارت میں شرکت مفاوضہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

شَرِكَةُ الْمُفَاوَضَةِ:فَهِيَ أَنْ يَشْتَرِكَ الرَّجُلَانِ فَيَتَسَاوِيَانِ فِي مَالِهِمَا وَ تَصَرُّفِهِمَا وَ دِيْنِهِمَا.(24)

"شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ دو اشخاص باہمی تجارت میں اس طرح شرکت کریں کہ وہ دونوں اپنے مال، تصرف اور دین میں برابر ہوں۔"

امام مرغینانی مال، تصرف اور دین میں مساوات کو ناگزیر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

الْمَالُ:وَالْمُرَادُ بِهِ مَا تَصِحُّ الشَّرِكَةُ فِيْهِ، وَلَا يُعْتَبَرُ التَّفَاضُلُ فِيْمَا لَا يَصِحُّ الشَّرِكَةُ فِيْهِ. وَكَذَا فِي التَّصَرُّفِ لِأَنَّهُ لَوْ مَلَكَ أَحَدُهُمَا تَصَرُّفًا لَا يَمْلِكُ الْآخَرُ لفات التَّسَاوِيْ. وَكَذَا فِي الدِّيْنِ.(25)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

"مال سے مراد وہ مال جس میں شرکت صحیح ہو لہٰذا جس مال میں شرکت صحیح نہ ہو،تو اس میں آپس میں کمی بیشی ہونا معتبر نہیں۔تصرف میں بھی مساوات ضروری ہے کیونکہ اگر ایک فریق کو ایسے تصرف کا اختیار ہو جو دوسرے کو نہیں تو مساوات نہیں رہے گی۔دین میں بھی شرط مساوات ہے(کیونکہ غیر مسلم ان امور کی پابندی نہیں کر سکتا جو اس کے لیے ضروری ہیں)"

شرکتِ مفاوضہ میں چند تاجر کمپنی کے طور پر اپنا اپنا سرمایہ لگا کر شریک بن جاتے ہیں۔یہ نہ صرف اس کاروبارِ تجارت کے نفع و نقصان میں شریک ہوتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے لیے وکیل و کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ معاملے کے تمام حالات کے ذمہ دار بھی ہوتے ہیں۔

ج۔شرکت صنائع(Participation in Manufacturing)

شرکت صنائع کی تعریف کرتے ہوئے امام مرغینانی لکھتے ہیں:

يشتركان على أن يتقبلا الأعمال و يكون الكسب بينهما.(26)

"دو کام کرنے والوں کی اس شرط پر باہم شرکت کہ مل کر لوگوں کے کام قبول کریں اور جو کمائی ہو وہ دونوں میں مشترک ہو۔"

شرکت صنائع(Participation in Manufacturing) میں شرکاء مشترکہ طور پر گاہکوں کو چند خدمات مہیا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی اُجرت آپس میں طے شدہ تناسب(Proportion) سے تقسیم کر لیتے ہیں ہے۔مثلاً دو آدمی اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ وہ اپنے گاہکوں کو خیاطی(tailoring) کی خدمات فراہم کریں گے اور یہ شرط بھی طے کر لیتے ہیں کہ اس طرح حاصل ہونے والی اُجرت ایک مشترکہ کھاتے(Joint account) میں جمع ہوتی رہیں گی اور دونوں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی،قطع نظر اس کے کہ دونوں کا کیا ہوا کام حقیقتاً کتنا ہے۔اس کو شرکتِ اعمال،شرکتِ تقبل اور شرکتِ ابدان بھی کہتے ہیں۔

د۔شرکت وجوہ(Credibility)

امام مرغینانی شرکتِ وجوہ کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

شَرِكَةُ الْوُجُوْهِ:فَالرَّجُلَانِ يَشْتَرِكَانِ وَلَا مَالَ لَهُمَا عَلَى أَنْ يَشْتَرِيَا بِوُجُوْهِهِمَا وَيَبِيْعَا.(27)

"شرکت وجوہ یہ ہے کہ دو شخص باہم عقدِ شرکت(Contract of Participation) باندھیں حالانکہ ان کا کچھ مال نہیں ہے، اس شرط پر کہ دونوں اپنی وجاہت و امانت کی وجہ سے خرید و فروخت کریں گے۔"

اس شرکت میں شرکاء کسی قسم کی بھی سرمایہ کاری نہیں کرتے،وہ بس اتنا طے کر لیتے ہیں کہ اشیائے تجارت ادھار پر خرید کر نقد قیمت پر بیچیں گے اور جو نفع حاصل ہوگا وہ پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم کر لیں گے۔

تجارتی مشارکہ کے بنیادی قواعد (اقوال فقہاء کی روشنی میں)

ا۔سرمایہ متعین اور حاضر ہو(Capital must be fixed)

تجارتی مشارکہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ عقد کے وقت سرمایہ متعین اور حاضر ہو۔اس شرط کے ضروری ہونے پر تمام فقہائے کرام متفق نہیں ہیں۔احناف کے مطابق سرمایہ کا عقد کے وقت متعین اور موجود ہونا ضروری نہیں، البتہ خریداری یا تجارت کی ابتداء میں متعین اور موجود ہونا ضروری ہے۔(28) فقہاء حنابلہ اور شوافع کے ہاں مال کا متعین اور موجود ہونا عقد کے وقت ضروری ہے، چنانچہ اگر مال موجود نہ ہو یا واجب الاداء یا قرض ہو تو بغیر کسی قید اور شرط کے شرکت ناجائز ہوگی۔(29)

۲۔سرمایہ کا معلوم ہونا(Capital must be known)

سرمائے کی مقدار کا معلوم ہونا بھی فقہائے کرام کے نزدیک شرکت کے عقد کے لیے ضروری ہے، لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس مقدار کا علم آیا وقت عقد ضروری ہے یا کہ خریداری اور تجارت کی ابتداء کے وقت۔احناف کے مطابق سرمایہ کی مقدار کا عقدکے وقت متعین ہونا ضروری نہیں بلکہ تصرف، خریداری یا تجارت کی ابتداء کے وقت ضروری ہے۔(30) فقہاء مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک سرمائے کی مقدار کا علم بوقت عقد ضروری ہے اور شوافع کا دوسرا قول بھی اس کے مطابق ہے۔(31)

۳۔سرمایہ کا مخلوط ہونا(Capital should be mixed)

فقہائے کرام کے نزدیک اس بارے میں اختلاف ہے کہ عقدِ شرکت کے وقت سرمایہ کا مخلوط ہونا ضروری ہے یانہیں؟ امام شافعی(32) کے مطابق سرمایہ اس قدر مخلوط کرنا ضروری ہے کہ شرکاء کے اموال میں امتیاز باقی نہ رہے اور یہ اختلاط کا عمل تصرف سے پہلے ہونا چاہیے، دوسری طرف امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگرچہ محض معاہدے سے شرکت ہو جاتی ہے، شرکاء کی طر ف سے مال کا ملانا ضروری نہیں ہے۔(33)

۴۔سرمایہ کا نقد ہو نا (Capital should be cash)

تجارتی مشارکہ میں ایک حل طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ جو لوگ شرکت قائم کریں ان میں سے ہر شخص اپنی سرمایہ کاری کا حصہ نقد فراہم کرے یا کوئی شریک اپنا حصہ جنس کی صورت میں بھی دے سکتاہے؟۔امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک جنس (سامان)کی شکل میں سرمایہ لگا کر شرکت العقد وجود میں لاناجائز نہیں خواہ وہ سامان مثلی اشیاء(Similar items) میں سے ہو یا قیمتی اشیاء میں سے،کیونکہ ہر شریک کی اشیاء دوسرے کی اشیاء سے ہمیشہ ممتاز اور الگ ہوتی ہیں جب کہ بعض اوقات ایسے حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ سرمایہ تمام حصہ داروں میں دوبارہ تقسیم کرنا پڑجائے،ان حالات میں اگر لگایا ہوا سرمایہ غیر نقد اشیاء(Non-cash items) کی شکل میں ہو گا تو دوبارہ منصفانہ تقسیم نہ ہو سکے گی۔علامہ علاؤ الدین ابوبکر کاسانی(م ۵۸۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

> وَهَلْ يَشْتَرِطُ أَنْ يَكُوْنَ مَال الشَّرِكَةِ عَيْنًا وَقْتَ الشَّرِكَةِ لِصِحَّةِ الْفَسْخِ وَهِي أَنْ يَكُوْنَ دَرَاهِمَ أَوْ دَنَانِيْرَ، ذَكَرَ الطَّحَاوِي أَنَهُ شَرْطٌ حَتّٰى لَوْكَانَ مَالُ الشَّرِكَةِ عَرُوْضًا وَقْتَ الْفَسْخِ لَا يَصِحُّ الْفَسْخُ وَلَا تَنْفَسِخُ الشَّرِكَةُ.(34)
>
> ’’اور کیا صحتِ فسخ کی یہ شرط ہے کہ شرکت کے وقت مالِ شرکت عین ہو یعنی وہ دراہم و دنانیر کی صورت میں ہوں؟ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ہاں یہ شرط ہے، کیوں کہ اگر فسخ کے وقت مالِ شرکت سامان ہو تو فسخ صحیح نہیں ہو گا اور شرکت ختم نہیں ہو گی۔‘‘

امام مالک (۹۳۔۱۷۹ھ) کے نزدیک سرمایہ کا نقد شکل میں ہونا مشارکہ کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے۔اس لیے جائز ہے کہ کوئی شریک مشارکہ میں اپنا حصہ اشیاء کی شکل میں ڈالے، لیکن اس صورت میں اس شریک کے حصہ کا تعین تاریخ معاہدہ کو مارکیٹ ریٹ (Market value)کے مطابق قیمت لگا کر کیا جا ئے گا۔بعض حنبلی فقہا نے بھی اسی نقطہ نظر کو اختیا ر کیا ہے۔(35)

شرح منافع کے حوالے سے فقہاء کی آراء (Profit rate and jurists)

ہر شریک کے لیے طے کیا جانے والا نفع اس کی طرف سے لگائے گئے سرمایہ کے تناسب(Capital ratio) کے مطابق ہو یا مختلف؟امام مالک اور امام شافعی کے مطابق مشارکہ کے صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ہر شریک اپنی سرمایہ کاری(investment) کے تناسب کے بالکل مطابق ہی نفع حاصل کرے۔امام احمد بن حنبل(۱۶۴۔۲۴۱ھ) کے مطابق نفع کا تناسب سرمایہ کاری کے تناسب سے مختلف ہو سکتا ہے،اگر یہ بات حصہ داروں کے درمیان آزاد مرضی سے طے پاجائے۔امام اعظم ابو حنیفہ کے مطابق عام حالات میں تو نفع کا تناسب سرمایہ کاری کے تناسب سے مختلف ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی شریک

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

معاہدے میں سے یہ صریح شرط لگا دیتا ہے کہ وہ مشارکہ کے لیے کوئی کام نہیں کرے گا اور مشارکہ کی پوری مدت کے دوران وہ غیر عامل حصّہ دار (sleeping partnar)(36) رہے گا تو نفع میں اس کے حصے کا تناسب اسکی سرمایہ کاری کے تناسب سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔(37)

تجارتی مشارکہ میں نقصان میں شرکت کا طریقہ

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر شرکت کے کاروبار میں نقصان ہو جائے تو ہر شریک کا نقصان اسکے مال کے تناسب سے ہو گا،یعنی جتنے فیصد کسی کی سرمایہ کاری ہے اتنے فیصد وہ نقصان میں حصہ دار ہے۔اگر ایک حصہ دار نے چالیس فیصد سرمایہ لگا یا ہے تو اسے لازماً خسارے کا بھی چالیس فیصد ہی برداشت کرنا ہو گا، اس سے کم یا زیادہ نہیں۔اس کے خلاف معاہدے میں جو شرط بھی لگائی جائے گی اس سے معاہدہ غیر صحیح ہو جائے گا۔امام عبد الرازق صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ)(38) روایت کرتے ہیں کہ اسی قاعدہ کی بنیاد پر حضرت علی g (م ۴۰ھ) نے فرمایا:

اَلْوَضِيْعَةُ ◌عَلَى الْمَالِ وَالرِّبْحُ عَلَى مَا اصْطَلَحُوْا عَلَيهِ.(39)

''یعنی نقصان مال (کے تناسب)سے ہوگا اور منافع اس طرح تقسیم ہو گا جیسے شرکاء آپس میں طے کر لیں''

حضرت علی g کے اسی اثر کی بنیاد پر تمام ائمہ کرام اور فقہاء کا نفع و نقصان میں شرکت(Participation in profit and loss) کے بارے میں اجماع ہے کہ:

إِنَّ الرِّبْحَ وَالْخُسْرَانَ فِي الشَّرِكَةِ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِقَدْرِ مَالِهِ.(40)

''نفع و نقصان میں شرکت شرکاء کے مابین ان کے مال کے بقدر ہو گی۔''

(۲)۔مضاربہ کے تحت تجارتی معاملات

لفظِ مضاربہ بابِ مفاعلہ (ضَارَبَ يُضَارِبُ مُضَارَبَةً) سے مصدر ہے جس کا لغوی معنی زمین پر چلنا پھرنا ہے۔علامہ جرجانی(۷۴۰۔۸۱۶ھ) اس کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عَقْدُ شَرِكَةٍ فِي الرِّبْحِ بِمَالٍ مِّنْ رَجُلٍ وَ عَمَلٍ مِّنْ آخَرَ.(41)

''مضاربت منافع میں شرکت کا ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں سرمایہ ایک آدمی کا جبکہ محنت اور کام دوسرے آدمی کا ہوتا ہے''

علامہ عبدالرحمن الجزیری(۱۲۹۹۔۱۳۶۰ھ) مضاربہ کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَهِيَ عَقْدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَتَضَمَّنُ أَنْ يَّدْفَعَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَالًا يَمْلِكُهُ لِيَتَّجِرَ فِيْهِ بِجُزْءٍ شَائِعٍ مَعْلُومٍ مِنَ الرِّبْحِ كَالنِّصْفِ أَوِ الثُّلُثِ أَوْ نَحْوِهِمَا بِشَرَائِطَ مَخْصُوْصَةٍ.(42)

''دو فریقوں کے درمیان اس امر پر مشتمل ایک معاہدہ کہ ایک فریق دوسرے کو اپنے مال پر اختیار دے گا کہ وہ نفع میں ایک مقررہ حصہ مثلاً نصف یا ایک تہائی وغیرہ کے عوض مخصوص شرائط کے ساتھ مال کو تجارت یا کاروبار میں لگائے''

عہد نبوی میں زیادہ تر تجارت مضاربہ کی بنیاد پر ہوتی تھی۔کچھ لوگ سرمایہ فراہم کرتے تھے اور دیگر لوگ دور دراز تجارتی اسفار کرتے تھے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔صاحب مال کو ''رب المال یا سرمایہ کار(Investor)'' جبکہ محنت اور کام کرنے والے کو ''مضارب یا عامل(Working Partner)'' اور جو مال لگایا جاتا ہے اسے ''رأس المال یا سرمایہ(Capital)'' کہا جاتا تھا۔

تجارتی مضاربہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

فقہاء کرام جب عقد مضاربہ پر بحث کرتے ہیں تو وہ درج ذیل آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہیں:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي ٱلْأَرْضِ (43)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو''

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

سورہ مزمل میں تجارتی اور کاروباری مقاصد کے لیے کیے جانے والے اسفار کی مزید صراحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَءَاخَرُونَ يَضۡرِبُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ يَبۡتَغُونَ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ (44)

’’اور (بعض) دوسرے لوگ زمین میں سفر کریں گے تاکہ اللہ کا فضل تلاش کریں‘‘

اس سے مراد یہ ہے کہ سرمایہ دار سرمایہ لگاتے ہیں اور محنت کرنے والے اس کے ذریعے ملکوں اور شہروں میں چل پھر کر تجارت کرتے ہیں۔عقد مضاربت کی عملیت(Practicality) اور اس کی برکات کے بارے میں مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی (م۱۹۰۱-۱۹۶۲ء) لکھتے ہیں:

’’اقتصادی نقطہ نظر سے غیور اور دیانتدار غریب جو تجارتی رموز سے آگاہ ہیں اور مالدار جن کا مومنانہ دل غریبوں کی الفت میں دھڑکتا ہے، وہ دونوں اس طریقہٴ سرمایہ کاری (یعنی مضاربت) کے ذریعے سرمایہ اور محنت کے تعاون کا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔طریقہٴ مضاربت میں سرمایہ دار کا سرمایہ’’لعنت‘‘نہیں بلکہ’’رحمت‘‘بن جائے گا اور نادار کی محنت،کاروباری ہوشمندی اور استعداد ضائع اور رائیگاں ہونے کے بجائے کارآمد اور نفع بخش ثابت ہوگی۔نتیجہ یہ نکلے گا کہ نہ سرمایہ ’’کنز‘‘ بن کر احتکار و اکتناز کا باعث ہوگا اور نہ اصحابِ ضرورت کے انسداد ضرورت پر قفل پڑے گا اور اجتماعی زندگی میں نہ فاقہ کش نظر آئیں گے اور نہ قابل نفرت سرمایہ دار۔‘‘(45)

قریش اگرچہ سود اور مضاربہ دونوں کی بنیاد پر تجارت کرتے تھے مگر ان میں سلیم الفطرت صاحب ثروت اپنا سرمایہ صرف مضاربت میں لگاتے تھے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

’’رسول اللہ a نے مضاربہ ہی کی بنیاد پر کاروبار کا آغاز فرمایا تھا اور سیدہ خدیجہ الکبری j کا سامان لے کر پہلی مرتبہ آپ مضاربہ ہی کی غرض سے سفر پر تشریف لے گئے تھے۔رسول اللہ a کا مضاربت کا یہ کاروبار تقریباً بیس سال کی عمر سے شروع ہوا اور نبوت سے پہلے بھی کوئی بیس سال جاری رہا۔‘‘(46)

امام ابوداؤد (۲۰۲۔۲۷۰ھ) عقد مضاربہ کی عملی مثال بیان کرتے ہوئے باب فی المضارب میں درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيَّ قَالَ أَعْطَاهُ النَّبِيُّ a دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أُضْحِيَّةً أَوْ شَاةً فَاشْتَرَى شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ.(47)

’’حضرت عروہ البارقی g سے روایت ہے کہ ان کو نبی کریمa نے ایک دینار عطاکیا تاکہ اس سے قربانی کا جانور یا ایک بکری خرید کر لائے تو انہوں نے(اپنی تجارتی مہارت کے باعث) اس سے دو بکریاں خرید لیں۔پھر دونوں میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلے میں بیچ دیا تو وہ ایک بکری اور دینار لے کر حضورa کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضورa نے ان کے لئے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی۔‘‘

امام ابن ماجہ (۲۰۹۔۲۷۳ھ) باب الشركة و المضاربة میں حضرت صہیب g سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم a نے تجارتی مضاربہ کو بابرکت کاروبار قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ.(48)

’’تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں برکت ہے۔مدت مقررہ کے لیے ادھار مال فروخت کرنا، مضاربت کرنا (ایک کا پیسہ اور دوسرے کا کاروبار) اور گھر کے لیے گندم اور جو ملانا نہ کہ خرید و فروخت کے لئے ایسا کرنا‘‘

تجارتی مضاربہ کی شرائط

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری بیان کرتے ہیں کہ تجارتی مضاربہ کی مشروعیت کے لیے فقہائے کرام نے چند شرائط مقرر کی ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

1. سرمایہ نقدی یعنی رائج الوقت پیسوں کی صورت میں ہو۔
2. نقد سرمائے کی بجائے سامان تجارت کے ذریعے مضاربت جائز نہیں۔فقہاء احناف کے نزدیک مال تجارت فروخت کرکے اس کے سرمائے سے مضاربت جائز ہے۔
3. تجارتی مضاربہ کے وقت سرمایہ کی مقدار متعین ہو تاکہ بعد میں فریقین کے مابین نزاع پیدا نہ ہو۔
4. عقد مضاربہ کے وقت صاحب مال (Investor) کے پاس سرمایہ کا موجود ہونا ضروری ہے۔مضارب (Working Partner) پر اگر قرض ہو تو اسکی بنیاد پر تجارتی مضاربہ نہیں ہو سکتا۔
5. جو رقم مضاربہ کے لیے مقرر کی جائے تو وہ فوراً مضارب یعنی محنت کرنے والے کے سپرد کر دی جائے، صرف وعدہ سے مضاربہ جائز نہیں۔
6. متوقع منافع میں سے مضارب کا حصہ (فیصد یا تناسب کے لحاظ سے) شروع میں ہی مقرر کرنا لازم ہے۔
7. معاملہ کی شرائط تحریری طور پر دونوں کے پاس موجود ہوں تا کہ بعد میں اختلاف کی صورت میں تصفیہ (Settlement) کیا جا سکے۔
8. مطلق مضاربہ میں یہ بات طے کرلی جائے کہ کتنے دنوں کے بعد حساب کر کے منافع تقسیم ہو گا۔(49)

تجارتی مضاربہ ختم کرنے کا طریقہ

یہ بات تو درست ہے کہ تجارتی مضاربہ عقدِ جائز ہے عقدِ لازم نہیں ہے۔لہذا ہر شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے مضاربہ ختم کردے، لیکن ختم کرنے کے قواعد و ضوابط میں فقہاء نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ اگر مالِ مضاربت پورا کا پورا ابھی نقد کی صورت میں ہے، تب تو رب المال (Investor) مضاربت فسخ کرسکتا ہے لیکن اگر وہ مال، عروض یعنی غیر نقد اثاثوں کی شکل میں ہے تو محض رب المال کے کہنے سے مضاربت ختم نہیں ہو گی، بلکہ اس بات کا انتظار کیا جائے گا کہ پورا سرمایہ فروخت ہو کر نقد کی شکل میں آجائے۔اس حوالے سے علامہ علاؤ الدین ابوبکر کاسانی(م ۵۸۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَهَلْ يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مَالُ الشَّرِكَةِ عَيْنًا وَقْتَ الشَّرِكَةِ لِصِحَّةِ الْفَسْخِ، وَهِيَ أَنْ يَكُونَ دَرَاهِمَ أَوْ دَنَانِيرَ ذَكَرَ الطَّحَاوِيُّ أَنَّهُ شَرْطٌ حَتَّى لَوْ كَانَ مَالُ الشَّرِكَةِ عُرُوضًا وَقْتَ الْفَسْخِ، لَا يَصِحُّ الْفَسْخُ، وَلَا تَنْفَسِخُ الشَّرِكَةُ (50)

"کیا صحتِ فسخ کی یہ شرط ہے کہ شرکت کے وقت مالِ شرکت عین ہو یعنی وہ دراہم و دنانیر کی صورت میں ہو؟ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ہاں یہ شرط ہے، کیوں کہ اگر فسخ کے وقت مالِ شرکت سامان ہو تو فسخ صحیح نہیں ہو گا اور شرکت ختم نہیں ہو گی۔"

تجارتی مضاربہ کا ناقدانہ جائزہ اور چند تجاویز

تجارتی مضاربہ نہ صرف مفید بلکہ موجودہ معاشی حالات کے پیشِ نظر ضروری ہے۔یہ کاروباری اشتراک (Business partnership) مختلف افراد کی بچتوں کو یکجا کرکے انہیں صنعت و تجارت میں استعمال کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔یہ بچتیں اگر ہر شخص کی اپنی تجوری میں پڑی رہتیں تو ان سے صنعت و تجارت اور قومی معاش کے فروغ میں کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ظاہر ہے کہ فاضل دولت کا پڑا رہنا نہ شرعی اعتبار سے مستحسن ہے اور نہ عقلی اور معاشی اعتبار سے اسے مفید کہا جاسکتا ہے۔ان بچتوں کو صنعت و تجارت میں لگانے کے لیے بینکوں نے قرض کا راستہ اختیار کیا ہے۔اس طرح ان وسائل سے پیدا ہونے والی دولت کا زیادہ حصہ خود ان بینکوں کے پاس رہتا ہے اور سرمایہ کے اصل مالکوں کو اُبھرنے کا کماحقہ موقع نہیں ملتا۔تجارتی مضاربہ کے برعکس مروجہ

نظام بینکاری(Conventional Banking) محض روپے کا لین دین کرتا ہے،اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ اس سے کس کو فائدہ اور کس کو نقصان پہنچ رہا ہے؟

دوسری اہم بات یہ ہے کہ تجارتی مضاربہ پر عمل کرنے سے تقسیمِ دولت کا مروجہ سودی نظام بدل جائے گا۔ اس لیے یہ توقع کرنا بھی غلط ہو گا کہ تجارتی مضاربہ پر عمل کرنے سے تمام متعلقہ فریقوں کے نفع کا تناسب وہی رہے گا جو اس وقت سودی نظام میں پایا جاتا ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اسلامی احکام کو ٹھیک ٹھیک روبکار لایا جائے تو اس تناسب میں بڑی بنیادی تبدیلیاں آسکتی ہیں، بلکہ یہ تبدیلیاں ایک مثالی اسلامی معیشت کے لیے ناگزیر طور پر مطلوب ہیں۔

خلاصہ کلام

اس تحقیقی مضمون کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. مشارکہ (Partnership)سے مراد دو یا دو سے زائد افراد کا متعین سرمایوں کے ساتھ ایسا کاروبار کرنا کہ وہ نفع میں معین نسبتوں کے ساتھ جب کہ نقصان میں سرمائے کے تناسب سے شریک ہوں گے۔
2. تجارتی مشارکہ سے امداد باہمی(Mutual cooperation)کو تقویت ملتی ہے جس کا اثر مذہب،سیاست،معاشرت،اقتصاد اور زندگی کے دیگر شعبہ جات پر پڑتا ہے۔
3. بعثت نبوی سے قبل ہی عرب میں تجارتی مشارکہ (Partnership)رائج تھا اور حضور نبی اکرم a نے لوگوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دی۔
4. قرآن میں یتیموں اور بے سہارا لوگوں کو مالی طور پر خود کفیل بنانے کے لیے کاروبارِ حیات میں شریک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔
5. تجارتی مشارکہ کی صحت کے لیے سرمایہ کا متعین ہونا، سرمایہ کا معلوم ہونا، سرمایہ کا مخلوط ہونا اور سرمایہ کا نقد ہونا شرط ہے۔
6. اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت اس وقت تک کاروباری شرکاء(Parteners)پر رہتا ہے، جب تک ان میں سے کوئی دوسرے سے خیانت نہ کرے۔
7. تجارتی مشارکہ سے سود اور سودی کاروبار(Interest based business) سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔
8. شرکت صنائع(Participation in Manufacturing) میں شرکاء مشترکہ طور پر خدمات مہیا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور اُجرت آپس میں طے شدہ تناسب(Proportion)سے تقسیم کر لیتے ہیں ہے۔
9. شرکت کے کاروبار میں نقصان تو شرکاء کے مال کے تناسب سے ہو گا جب کہ نفع میں تناسب باہمی رضامندی سے بدل سکتا ہے۔
10. مضاربت منافع میں شرکت کا ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں سرمایہ ایک آدمی کا جبکہ محنت اور کام دوسرے آدمی کا ہوتا ہے۔
11. عہد نبوی میں زیادہ تر تجارت مضاربہ کی بنیاد پر ہوتی تھی۔کچھ لوگ سرمایہ فراہم کرتے تھے اور دیگر لوگ دور دراز تجارتی اسفار کرتے تھے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔
12. مضاربہ میں صاحبِ مال کو رب المال(Investor)،کام کرنے والے کو مضارب یا عامل(Working Partner)اور جو مال لگایا جاتا ہے اسے رأس المال یا سرمایہ(Capital)کہا جاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) سعیدی، ابوحبیب، القاموس الفقھی، کراچی، پاکستان:ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۹۷۷ء، ص: ۱۹۵۔

(2) ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (۵۴۱-۶۲۰ھ) حنبلی فقیہ تھے۔آپ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے ماہر تھے۔دمشق میں وفات پائی۔آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں۔المغنی فی فقہ الِامام أحمد بن حنبل الشیبانی، الکافي فی فقہ الِامام أحمد بن حنبل، روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ، المقنع فی فقہ الِامام أحمد بن حنبل الشیبانی (یافعی، مراۃالجنان،۴/۴۷؛ ابن ابی یعلی، طبقات ا لحنابلہ، ۴/۱۳۳)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

(3) ابن قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن أحمد المقدسی(۵۴۱-۶۲۰ھ)، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، قاہرہ، مصر: مکتبۃ القاهرۃ، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء، ج: ۵، ص: ۳۔

(4) علی ابی بکربن عبدالجلیل مرغینانی (۵۱۱- ۵۹۳ھ) کا مولد مرغینان ہے جو ماوراء النہر کے علاقے میں واقع ولایت فرغانہ کا ایک شہر ہے۔اسی نسبت سے مرغینا نی کہلائے۔مشہور حنفی فقیہ تھے۔آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں۔الھدایۃ ، المبتدی، مناسک الحج، مجموع النوازل، شرح الجامع الکبیر۔ان کی وجہ شہرت الھدایۃ ہے۔اس کی اہمیت اس سے عیا ں ہے کہ اس کتاب کی بہت سی شروح، حواشی، تلخیصات، تعلیقات اور تخریج احادیث تحریر کی گئیں۔(زرکلی، الاعلام، ۷۳/۵؛ لکھنوی، الفو ائدالبھیۃ: ۲۳۰، لکھنوی، مقدمۃ الھدایۃ/۱)

(5) مرغینانی، ابو الحسن برہان الدین علی بن أبي بکر بن عبد الجلیل الفرغانی(۵۱۱ھ-۵۹۳ھ/ ۱۱۳۶ء-۱۱۹۷ء) الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، ج: ۳، ص: ۵۔

(6) الرملی، شمس الدین محمد بن ابو العباس، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ، ج:۳، ص:۲۷۲۔

(7) البقرہ،۲: ۲۲۰۔

(8) النساء،۴: ۱۲۔

(9) ص،۳۸: ۲۴۔

(10) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ(194-256ھ)، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب إذا قال اکفنی مؤونۃ النخل أو غیرہ،بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء، ج: ۲، ص: ۸۱۹، رقم: ۲۲۰۰۔

(11) ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر سجستانی(202-275ھ)، السنن، کتاب البیوع، باب فی الشرکۃ، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ، ج: ۳، ص: ۲۵۶، رقم: ۳۳۸۳۔

(12) دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان(۳۰۶-۳۸۵ھ/۹۱۸-۹۹۵ء)، السنن،بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء، ج: ۳، ص: ۳۵، رقم: ۱۴۰۔

(13) نسائی،احمد بن شعیب النسائی(215-303ھ/830-915ء) السنن، کتاب البیوع، باب الشرکۃ فی النخیل، بیروت،لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1416ھ/1995ء،ج: 7،ص:319، رقم الحدیث : ۴۷۰۰

(14) ابو داود، السنن، کتاب الأدب، باب في کراھیۃ المراء، ج: ۴، ص: ۲۶۰، رقم: ۴۸۳۶۔

(15) مرغینانی، ابو الحسن برہان الدین الفرغانی(511-593ھ) الهدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: احیاء التراث، ج: ۳، ص: ۵۔

(16) علي حیدر، دررالحکام شرح مجلۃ الأحکام، لبنان، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، س ن، ج:۳، ص:۹۔

(17) امام احمدبن علی بن محمد بن حجر عسقلانی مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔آپ ایک عظیم محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور اصولی تھے۔آپ نے ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھیں جن میں فتح الباری بشرح صحیح البخاری، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، الدررالکامنۃ فی أعیان المآئۃ الثامنۃ، شرح علی الارشاد فی فروع الفقہ الشافعی اور دیوان شعر اہم ہیں۔(کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین، ۲۱/۲-۲۰)

(18) عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر کنانی شافعی(773ھ-852ھ)، فتح الباري شرح صحیح البخاري، لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب،۱۴۰۱ھ، ج: ۵، ص: ۱۲۹۔

(19) آپ کا نام محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز ابنِ عابدین ہے اور آپ امام شامی کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔معروف حنفی فقیہ اور اصولی تھے۔ دمشق میں پیداہوئے اور وہیں وفات پائی۔ان کی چند اہم تصانیف ردالمحتار علیٰ الدر المختار، عقودالآلی، الابانۃ عن أخذ الأجرۃ علی الحضانۃ ہیں (پاشا، اسماعیل بن محمد امین، ایضاح المکنون، ۷/۱، مکتبۃ المثنٰی بغداد؛ عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۷۷/۹)

(20) ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفي، ردالمحتار علی درالمختار، بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ج:۴، ص: ۲۹۹۔

(21) الرملی،شمس الدین، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج: ۵ ،ص: ۵۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

(22)ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حبقه افریقی (630ـ711ھ)، لسان العرب، بیروت، لبنان: دار صادر، سن ندارد، ج: ۱۳، ص: ۲۹۰۔

(23) ابن عابدین شامی، ردالمحتار علی درالمختار، ج:۴، ص: ۳۰۶۔

(24) مرغینانی، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج: ۳، ص: ۶۔

(25) ایضاً،ج: ۳، ص: ۵

(26) ایضاً، ج: ۳، ص: ۹

(27)ایضاً، ج: ۳، ص: ۹۔

(28) کاسانی، علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد(م ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع ، بیروت، لبنان، دار الکتاب العربی، 1982ء، ج: ۶، ص: ۱۴۹۔

(29)ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی(۵۴۱-۶۲۰ھ)، المغنی فی فقہ الِامام احمد بن حنبل، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1405ھ، ج: ۵، ص: ۱۹۔

(30) کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج: ۶، ص: ۱۵۶۔

(31) ابن قدامہ الحنبلی،المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: ۵، ص: ۱۹۔

(32) شافعی، ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع القرشی المطلبی(۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ) اپنے جدامجد شافع کی نسبت سے شافعی کہلائے۔ آپ کا مولد غزہ (فلسطین) تھا۔ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت اسی دن ہوئی جس دن امام ابوحنیفہ کا انتقال ہوا۔آپ شافعی مکتب فکر کے بانی ہیں۔آپ کو ناصر الحدیث اور فقیہ الملۃ کہا جاتا تھا۔الاُم، المسند، الرسالۃ اہم تصانیف ہیں (ابن خلکان وفیات الاعیان، ۶/۴۔۲۱؛ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۸/۴۲۳۔۳۷۷، ابن حجر، تقریب التہذیب/۲۸۹؛ داوودی، طبقات المفسرین/۷۰۔۳۶۸)۔

(33)کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج: ۶، ص: ۱۴۹۔

(34) ایضاً۔

(35)ایضاً۔

(36) کاروبار کا ایسا ساجھی جو سرمایہ کاری تو کرے لیکن عملی طور پر خدمات نہ دے غیر عامل حصّہ دار(sleeping partnar) کہلاتا ہے۔

(37) ابن قدامہ الحنبلی، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: ۵، ص: ۱۴۰۔

(38) امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی کی کنیت ابو بکر تھی اوریہ یمن کے باشندے تھے۔امام بخاری کے یہ استاد ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے ان کی روایات کو بھی بیان کیا ہے۔مشہور محدث، حافظ اور فقیہ تھے۔ان کی کتب"السنن فی الفقہ، المغازی، تفسیرالقرآن، الجامع الکبیر فی الحدیث اور تزکیۃ الأرواح عن مواقع الافلاح" ہیں۔(عمر رضا کحالۃ، معجم المؤلفین،۲۱۹/۵)

(39) عبد الرازق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی(م 211ھ)، المصنف، بیروت، لبنان:المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ، ج: ۴، ص: ۴۷۸، رقم الحدیث:۱۵۰۸۷۔

(40) ابن قدامہ الحنبلی،المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: ۵، ص: ۲۲۔

(41) جرجانی، علی بن محمد بن علی الزین الشریف(۷۴۰-۸۱۶ھ)، کتاب التعریفات، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۲۱۸۔

(42) الجزیری، عبدالرحمٰن بن محمد عوض(1299ـ1360ھ)، کتاب الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۴ھ، ج: ۳، ص: ۳۴۔

(43) النساء، ۴: ۱۰۱۔

(44) المزمل،۷۳: ۲۰۔

(45) سیوہاروی، محمد حفظ الرحمن(1901-1962ء)، اسلام کا اقتصادی نظام، لاہور، پاکستان: ادارہ اسلامیات، 1984ء، ص ۲۷۷۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

(46) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر(۱۹۵۰ء- ۲۰۱۰ء) محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، پاکستان: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۰ء، ص: ۷۶۔

(47) ابو داود، السنن، کتاب: البیوع، بَابُ فِي الْمُضَارِبِ يُخَالِفُ ، ج: ۳، ص: ۲۵۶، رقم: ۳۳۸۴۔

(48) ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی(۲۰۹ـ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب التجارۃ، بَاب الشركة والمضاربة، بیروت، لبنان: دار الفکر، سن ندارد، ج: ۲، ص: ۷۶۸۔

(49)الجزیری، عبدالرحمٰن بن محمد عوض، الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، ج: ۲، ص: ۸۱۵۔

(50)کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج: ۶، ص: ۷۷۔